سوال

(300) ''پرویز'' نام رکھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"پرویز" نام کے متعلق ایک اخباری تراشہ ارسال خدمت ہے قرآن وسن کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں! یہ نام نہ رکھئے!

میرے بھتیجے کا نام اسلم پرویز تھا مولوی صاحب نے نکاح پڑھانے سے انکار کردیا وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ ایران کے بادشاہ کا نام پرویز خسرو تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نام پر اپنا خط مبارک بھیجا اسلام کی دعوت دی مگر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک پھاڑ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی بلکہ یہاں تک کہ دو آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے لیے مدینہ منورہ بھیجے لیکن اس دوران اس کے بیٹے نے اپنے باپ پرویز کو قتل کردیا واقعہ تو بہت بڑا ہے اکثر علماء کرام اس نام سے نفرت کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن وہ ہم سب مسلمانوں کا دشمن شاید اکثر مسلمانوں کو واقعہ کا علم نہ ہو اس لیے پرویز نام رکھ لیتے ہیں پاکستان کے موجودہ سربراہ کا نام بھی پرویز مشرف ہے میری تمام اخبارات سے التماس ہے کہ وہ بھی پرویز نام نہ لکھیں بلکہ صرف جنرل مشرف لکھ دیا کریں دو پرویز اور بھی تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرچکے ہیں مزید معلومات علماء کرام سے کرلی جائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اصلاً ناموں کے جواز یا عدم جواز کا تعلق شخصیات کی بجائے مطلب اور معنی کے ساتھ ہے معنی قباحت کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ناموں اور القاب کو ناپسند فرمایا ۔ مثلاً شاہان شاہ ۔ (صحیح البخاری کتاب الادب (ح: 6205-6206) (صحيح بخاري باب ابغض الاسماء الی اللہ)

لیکن شخصیات کے پیش نظر آپ نے تبدیلی نہیں فرمائی ۔ مثلاً "الولید" فرعون مصر کا نام تھا اور "الولید بن الولید" ایک صحابی کا نام بھی تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اس حیثیت سے تبدیلی نہیں فرمائی کہ یہ ایک متکبر شخص کا نام ہے بلکہ اسے برقرار رکھا اس اسم کے ساتھ کفار مکہ کی قید سے صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بحالت نماز دعا فرمائی ۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان قاتل نفسہ لایکفر (311) صحیح البخاری کتاب الادب (ح: 6200) (صحيح بخاري باب تسمیة الولید)

اس بناء پر "پرویز" نام کو بدلنے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی ۔

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

ج1ص592

محدث فتویٰ